20473 ـ بچوں کی پرورش کے متعلق سوال

سوال

مجھے علم ہے کہ اگر خاوند اور بیوی میں طلاق ہو جائے تو غیر بالغ بچوں کی پرورش کا زیادہ حق عورت کو ہے، اور اگر عورت شادی کر لے تو پھر خاوند کو زیادہ حق حاصل ہو گا، میرا سوال یہ ہے کہ:
اگر باپ بچوں کے خرچ کا حق ادا نہ کرتا ہو تو کیا پھر بھی اسے ماں سے بچوں کو حاصل کرنے کا حق حاصل ہے، میں ایسے شخص کی بات کر رہی ہوں جو کہتا ہے وہ اخراجات پورے کر سکتا ہے، اس نے ایك اور عورت سے شادی کر لی ہے اور اس کا ایك بیٹا بھی ہے وہ اس کے اخراجات پورے کر رہا ہے لیکن وہ اپنی پہلی بیوی کے دونوں بچوں کے اخراجات ادا نہیں کرتا، وہ پہلی بیوی کو کہتا ہے کہ اگر اس نے دوسری شادی کر لی تو وہ اس سے اولاد چھین لے گا، کیا یہ صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

علماء اس پر متفق ہیں کہ بچہ جب تك تمیز کرنے کی عمر تك نہ پہنچے اس وقت تك پرورش ماں کا حق ہے، کیونکہ بچہ اس عمر میں مہربانی و رحمدلی کا محتاج ہوتا ہے، اور اسے دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے جو صرف عورتیں ہی کر سکتی ہیں، لیکن جب وہ شادی کر لے تو یہ حق ساقط ہو جاتا ہے، کیونکہ شادی کے بعد عورت اپنے خاوند اور اس کی اولاد کی خدمت میں مشغول ہو جائيگی، اور خاوند اور بچے کی پرورش کی مصلحت میں تعارض ہو جاتا ہے، شادی کرنے سے ماں کا حق ساقط ہونے پر ابن منذر رحمہ اللہ نے علماء کا اجماع نقل کیا ہے.

دیکھیں: الکافی ابن عبد البر (1 / 296) اور المغنی (8 / 194).

اس کی دلیل درج حدیث ہے:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ایك عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ اس کے لیے رہنے کی جگہ تھی، اور میری چھاتی اس کی خوراك کا باعث تھی، اور میری گود اس کی حفاظت کی جگہ تھی، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

" تم جب تك نکاح نہیں کرتی اس کی زیادہ حقدار ہو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2276) مسند احمد حدیث نمبر (6707) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود حدیث نمبر (1968) میں اسے حسن قرار دیا ہے، اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے ارشاد الفقیہ (2 / 250) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

دوم:

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ بچے کے اخراجات باپ پر واجب ہیں چاہے وہ اپنی بیوی کو رکھے یا اسے طلاق دے، اور چاہے بیوی مالدار ہو یا مسکین و فقیر باپ کی موجودگی میں ماں پر اولاد کی خرچ لازم نہیں ہو گا.

اور مطلقہ عورت کا بچوں کی پرورش کرنے کی صورت میں اولاد کا سارا خرچ باپ کے ذمہ ہوتا ہے، اور دودھ پلانے اور پرورش کرنے والی عورت بچے کو دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے.

اولاد کے خرچ و اخراجات میں بچے کی رہائش اور کھانا پینا اور لباس اور تعلیم اور ہر وہ جس کی انہیں ضرورت ہو وہ اشیاء شامل ہیں، اور ان اخراجات کو بہتر طریقہ سے مقرر کیا جائیگا اور اس میں خاوند کی حالت کا خیال رکھا جائیگا.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حیثیت کے مطابق) دے، کسی شخص کو اللہ تعالی تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے، اللہ تعالی تنگی کے بعد آسانی و فراغت بھی کر دے گا الطلاق (7).

اور یہ چیز علاقے اور شخص کے اعتبار سے مختلف ہو گی اس لیے اگر خاوند غنی و مالدار ہے تو خرچ اس کی مالداری کے مطابق ہو گا، یا پھر اگر فقیر و تنگ دست یا متوسط طبقہ کا ہے تو بھی اس کی حالت کے مطابق ہو گا.

اور جب والدین کسی متعین مبلغ پر اتفاق کر لیں چاہے زیادہ ہو یا قلیل تو یہ ان پر منحصر ہے، لیکن تنازع اور اختلاف کے وقت فیصلہ قاضی ہی کریگا.

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ مطلقہ عورت خاوند سے بچے کو دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بچے کی رضاعت اکیلے والد کے ذمہ ہے، اور جب ماں طلاق شدہ ہو تو اسے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، ہمارے علم میں اس کے متعلق کوئی اختلاف نہیں "

دیکھیں: المغنی (11 / 430).

اور ابن قدامہ کا یہ بھی کہنا ہے:

جب ماں بچے کو دودھ پلانے کی اجرت کا مطالبہ کرے تو یہ اس کا حق ہے، چاہے باپ کو دودھ پلانے والی بغیر اجرت کے مل جائے یا اجرت کے بغیر نہ ملے "

دیکھیں: المغنی (11 / 431).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" علماء کرام کا اتفاق ہے کہ رضاعت کی اجرت کا اسے حق ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ تمہارے بچوں کو دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو . انتہی

ماخوذ از: الفتاوی الکبری (3 / 347).

سوم:

پرورش ۔ جیسا کہ علماء نے اس کی تعریف کی ہے ۔ یہ شمار ہو گی کہ جو بچہ اپنے معاملات کو خود نپٹا نہ سکے اور تمیز نہ کر سکے اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنا اور اس کی تربیت کرنا اور جو اس کی اصلاح کا باعث ہو اور اسے تکلیف دہ اشیاء سے بچائے یہ پرورش کہلائیگی"

دیکھیں: روضۃ الطالبین (9 / 98).

اس پرورش کا مقصد چھوٹے بچے کی دیکھ بھال اور اس کے امور کو سرانجام دینا ہے، لہذا پرورش میں پرورش کردہ

بچے کی مصلحت کا خیال رکھنا ہے، اس لیے جب باپ اس واجب کو پورا نہ کرے اور اس سے رک جائے ـ اور اس میں خرچ بھی شامل ہے ـ تو وہ گنہگار ہو گا، اور اس سے اس کا حق پرورش ساقط ہو جائیگا.

الروض المربع میں درج ہے:

" اور پرورش والے بچے کو ایسے ہاتھ میں نہیں رہنے دیا جائیگا جو اس کی حفاظت نہ کر سکے اور نہ ہی اس کی دیکھ بھال کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے پرورش کا مقصد فوت ہو جائیگا "

دیکھیں: الروض المربع (3 / 251).

اور ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" پرورش تو بچے کے حق کی وجہ سے ثابت ہے، لہذا یہ ایسے طریقہ سے مشروع نہیں ہو گی جس میں بچے کی ہلاکت و ضیاع اور اس کے دین کا ضیاع ہو "

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (8 / 190).

اور ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس بنا پر کہ جب ہم والدین میں سے کسی ایک کو مقدم کریں تو ہمیں بچے کی حفاظت اور دیکھ بھال کا خیال کرنا ہو گا، اسی لیے امام مالک اور لیث رحمہما اللہ کہا کرتے تھے:

جب ماں حفاظت اور بچاؤ کی جگہ نہ ہو، یا پسند نہ ہو تو باپ کو اس سے اپنی بیٹی لینے کا حق حاصل ہے، اور اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ سے مشہور روایت میں ہے، کیونکہ باپ کو حفاظت و دیکھ بھال پر قادر شمار کیا جائیگا، لیکن اگر وہ اس کی ادائیگی کرنے میں کاہل و سست ہو یا عاجز ہو یا پسند نہ ہو یا پھر دیوث ہو اور ماں اس کے برعکس صحیح ہو تو پھر بلاشك و شبہ ماں بیٹی کی زیادہ حقدار ہو گی.

ہمارے شیخ کہتے ہیں:

جب والدین میں سے کسی ایك نے بھی بچے کی تعلیم چھوڑ دی جو اللہ نے ان کے ذمہ واجب کی تھی تو وہ گنہگار ہے اور وہ اس کا ولی و ذمہ دار نہیں بن سکتا، بلکہ جو کوئی بھی اپنی ذمہ داری میں رہنے والے کے واجب کی ادائیگی نہیں کرتا تو اس کو اس کی ولایت کا کوئی حق نہیں، بلکہ یا تو اس سے اس کی ولایت ختم کر دی جائیگی اور اس کی جگہ کسی اور کو قائم مقام بنا دیا جائیگا، یا پھر اسے اس کے سپرد کر دیا جائیگا جو اس واجب کو پورا کرتا ہو، کیونکہ مقصود اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب امکان اطاعت و فرمانبرداری ہے....

اگر بالفرض باپ كسى ايسى عورت سے شادى كر ليتا ہے جو اس كى بيٹى كى مصلحت كا خيال نہيں كرتى، اور نہ ہى اس كى ديكھ بھال كرتى ہے، اور اس بچى كى ماں اپنى سوكن سے زيادہ بچى كا خيال ركھ سكتى ہے تو پھر قطعى طور پر پرورش ماں كا حق ہو گا "

ديكھيں: زاد المعاد (5 / 424).

اور شيخ عبد الرحمن السعدى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور اگر ان دونوں ميں سے كوئى ايك بچے كى پرورش كے واجبات ميں سے كسى چيز ميں سستى و كوتاہى كرتا ہے، اور بچے كو جس كى ضرورت تھى اس مصلحت كو پورا نہيں كرتا تو اس كى ولايت ساقط ہو جائيگى اور دوسرے كو متعين كر ديا جائيگا "

ديكھيں: فتاوى السعدية (535).

اس بنا پر جب باپ اپنى اولاد كے اخراجات روك لے تو اس كا حق پرورش ساقط ہو جائيگا، چاہے اس نے ماں كو نقصان دينے كے ليے ہى بچوں كا خرچ بند كيا ہو، يہ اس كى دليل ہے كہ باپ اولاد مى مصلحت كا امين نہيں، اور اس حالت ميں ماں كو قاضى كے پاس جا كر اپنى اولاد كا خرچ طلب كرنے كا حق حاصل ہو گا.

واللہ اعلم .